ایک یہ ہیں اور ایک ہم ہیں

تحریر: سہیل احمد لون

گزشتہ دنوں میں ہالینڈ مختصر دورے پر گیا جہاں میری بارہ برس کی بھانجی زینہ میر کی ریڑھ کی ہڈی کا ایک بڑا پیچیدہ آپریشن تھا اور بھانجے کے دماغ کی سرجری تھی دونوں بچے جسمانی یا ذہنی معذوری کا شکار تھے۔ پاکستان میں اِن معصوم بچوں کو اکثر نظر اور زبان کے زہر آلودہ تیر چلا کر قلبی گھائل کیا جاتا تھا۔ بدقسمتی سے سپیشل بچوں کے ماں باپ کو بھی لوگ جانے انجانے میں اکثر دل دکھانے والی بات کہہ جاتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں کسی سائیں، درویش، اپاہج کا مذاق اڑانا ایک معمول کی بات بن چکا ہے اور ایسی بُری حرکت کرتے ہوئے ہم محسوس بھی نہیں کرتے چہ جائیکہ ہم اس پر کسی ردعمل کا اظہار کریں۔ چند ماہ قبل ہی میری ہمشیرہ فیملی کے ساتھ ہالینڈ میں رہائش پزیر ہوئی تھی ۔ہالینڈ کے ڈاکٹروں نے چیلنج سمجھ کر ان بچوں کا کیس قبول کیا۔ ملک بھر سے بہترین پیشہ ور ڈاکٹروں کی ٹیم نے بار بار میٹنگ کرنے کہ بعد آخر کار بچوں کا آپریشن کرنے کا فیصلہ کرلیا جس کا پہلا مرحلہ خدا کے فضل سے کامیابی سے مکمل ہوگیا ہے۔ ہمشیرہ کے باقی دو بچے سکول جا رہے تھے تو سکول والوں نے کہا چونکہ ان کے بہن بھائی ہسپتال میں ہیں اور ان کے ذہن پر دباؤ ہے، ماں باپ بھی ان پر پوری توجہ نہیں دے پا رہے ہونگے تو انہوں نے دونوں بچوں کو سکول کے فنڈ سے ایسٹر ڈیم کی سیر کروائی اور جو بچے ہسپتال میں داخل تھے ان کے ٹیچر اور کچھ ہم جماعت روزانہ کی بنیادوں پر ان سے ہسپتال میں ملنے بھی گئے۔ محلے کے ایک بندے Dhr. Maurits کو جب صورت حال کا علم ہوا تو اس نے بچوں کے ماں باپ کو فی سبیل للہ روزانہ کی بنیادوں پر ہسپتال بچوں سے ملوانے کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ اس نے اپنا فون نمبر دیا اور کہا جب بھی آپ نے ہسپتال جانا ہو تو ایک کال کریں میں گاڑی لے کر آ جاؤں گا۔ ہمشیرہ نے اسے ایک سوشل ورکر سمجھا جو شاید کسی ادارے کی نمائندگی کر رہا ہوگا مگر اس نے بتایا کہ وہ کسی خیراتی ادارے یا انسانی حقوق کی تنظیم سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ وہ ایک مخلص ڈچ ہے جو اپنے ملک وقوم سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ کیونکہ آپ لوگ ہالینڈ میں نئے آئے ہیں اور آپ کے پاس لائسنس اور گاڑی نہیں ۔ٹیکسی مہنگی اور پبلک ٹرانسپورٹ میں وقت زیادہ لگتا ہے آپ کے حالات ان دنوں بچوں کی بیماری کی وجہ سے بہت پریشان کن ہیں اور آپ ذہنی دباؤ کا شکار ہیں۔ غیر ملک اور غیر زبان کی وجہ سے آپ کو ہوسکتا ہے کہ ذہن میں یہ بات آتی ہو کہ اگر ہم اپنی دیس میں ہوتے تو ہماری مشکل میں ساتھ دینے والے اپنے دوست رشتہ دار اس وقت کاندھے کے ساتھ کاندھا ملا کر کھڑے ہوتے۔ میں یہ صرف اس لیے کر رہا ہوں کہ آپ کو پتہ چلے کہ ہالینڈ کے لوگ بھی مشکل میں کام آتے ہیں۔ اسی جذبے سے سرشار ایک نوجوان نے گھر آ کر ڈاک پڑھنے اور اس کا ترجمہ کرنے کی ذمہ داری لی۔ مقامی میڈیا نے اخبار کے پہلے صفحے پر بچوں کی تصاویر اور ان کے ماں باپ کے انٹرویو بھی شائع کیے۔ آپریشن کے بعد مقامی ٹی وی چینل نے نیوز میں باقاعدہ کوریج بھی دی۔ جب مقامی صحافی گھر انٹرویو کرنے آئی تو اس نے بھی یہی کہا کہ وہ صرف اس لیے آئی ہے کہ آپ لوگوں کے ذہن میں ہالینڈ کے بارے میں کوئی برا تاثر قائم نہ ہو جائے۔ ہمیں اپنے ملک وقوم کے تشخص کی بہت قدر ہے۔ دیار غیر میں بسنے والوں کے لیے جرمنی میں بھی بہت جذبہ دیکھنے میں آیا اور ان سے ہمدردی وہ بھی قومیت پرستی کی بنا پر ہی

کرتے ہیں۔جرمنی کی چانسلرمحترمہ انجیلیکامیرکل نے شام سے پناہ گزینوں کواپنے جرمنی میں پناہ دینے میں برطانیہ سمیت یورپ کے تمام ممالک پرسبقت لی۔ایک وقت تھاجب جرمنی میں پناہ گزینوں کوبہت سہولیات اورمراعات دی جاتیں تھیں اورعوام کارویہ بھی بہت ہمدردانہ ہوتا تھا۔وہ آنکھ بندکرکےان کی بات پریقین بھی کرلیتے تھے ہمارےلوگوں نے ان کے اعتمادکاناجائزفائدہ بھی اٹھایا۔پاکستانی شناختی کارڈ جواس وقت صرف اردوزبان میں ہی ہوتا تھاکوڈرائیونگ لائسنس بتاکریورپین ڈرائینگ لائسنس لیتے رہے جب کسی نے اصل پاکستانی ڈرائینگ لائسنس دکھاکرجرمن لائسنس لینے کی درخواست دی توان کوبڑاتعجب ہوا کہ مختلف قسم کے ڈرائیونگ لائسنس کیسے ہوسکتے ہیں؟لائسنس دکھاکریاشناختی کارڈدکھاکرلائسنس لینےوالوں کی اکثریت نے کارچلاناتو درکنارپاکستان میں اپنی شادی کےعلاوہ شاید کبھی کارپرنہ بیٹھےہوں۔جب سروےہواتوپتہ چلاسب سےزیادہ ان لوگوں نے حادثات کیے ہیں جنہوں نے شناختی کارڈدکھاکرلائسنس لیا تھا۔اس کے بعدجرمنی نے قانون بدل دیااوروہاں تھیوری اور پریکٹیکل ٹیسٹ پاس کرکے جرمن لائسنس لینے کاپابندکردیا۔اب جرمن قوم کا امیگرینٹس کے ساتھ وہ رویہ نہیں رہاجیساs70 سے s90 تک ہوتا تھا۔میونخ کے حالیہ دہشت گردی کے واقعہ نےعوامی رائے مزید تبدیل کردی ہے۔برطانیہ میں بھی امیگرینٹس کےسیٹ ہونے کے بڑے وسیع مواقع موجودتھےاور یہاں کےقوانین بھی ان کے بڑاتحفظ فراہم کرتے ہیں مگرہمارے لوگ اکثران کاناجائزفائدہ اٹھاتے ہیں۔جب پکڑے جاتے ہیں توبات کسی فردکی نہیں پاکستانی قوم کی ہوتی ہے۔کرکٹ میں سپاٹ فکسنگ تین کھلاڑیوں نے کی مگران کے کیے کی وجہ سے ملک وقوم کانام بدنام ہوا۔مذہب کی آزادی اوررائے کی آزادی کایہاں ہرانسان کوحق ہے مگرلوگوں نے اسے بھی غلط طریقے سےاستعمال کیاجس کے بعد بہت سی مذہبی تنظیمیں اورمدرسوں کی رجسٹریشن خارج کردی گئی۔اس وقت برطانیہ میں چودہ پاکستانی مذہبی ٹی وی چینلز ہیں اورتقریباً گیارہ سوچیریٹی آرگنائزیشن ہیں جومذہب اورانسانیت کےنام پرچندہ خوری کرنے میں مصروف ہیں۔برطانیہ میں کثیرتعدادمیں Fake تعلیمی اداروں کاانکشاف بھی ہوا جس کا مقصدصرف انسانی سمگلنگ کرناتھا۔برطانوی حکام نے چھاپے مارکربہت سے دونمبرتعلیمی اداروں کالائسنس کینسل کیااس کے بعدقوانین میں ایسی ترامیم کیں جس سے ایک عام طالب علم کوبرطانیہ میں سٹوڈنٹ ویزالینا مشکل ہوگیا۔انسانی سمگلنگ میں فنکاروں کےجھوٹے طائفے بھی پکڑے گئے جس کے بعداب فنکاروں اوران کے ساتھ آنے والے یونٹ کوویزا آسانی سے نہیں ملتا۔ملک وقوم کوبدنام کرنے میں صحافی برداری کے کچھ لوگ بھی کچھ عرصے سے بڑے سرگرم ہیں۔یہاں اخبارنکالنے کے لیے کسی ڈیکلریشن کی ضرورت نہیں ہوتی نام نہادصحافی ایک اخبارنکال کرجس کوکوئی خریدتا تو کیامفت میں بھی پڑھنے کوتیارنہیں ہوتا اُس کی چندکاپیوں پرزردصحافت کا چھاپالگاکراپنے ''مقاصد''پورے کررہے ہیں۔گزشتہ برس سے ''انٹرنیشنل میڈیا کانفرنس'' کے نام سےایک نئی واردات شروع ہوگئی ہے جس کاپارٹ 2اس ویک اینڈ کوبرطانیہ کےمختلف شہروں میں ہوا۔پاکستان اوردیگرممالک سے صحافیوں اورفنکاروں سے مبالغہ آرائی کرکے برطانیہ بلانا، پاکستان کےنامورفنکاروں اورصحافیوں کی تصاویرکی ان کی مرضی کے بغیرتشہیرکرکے مقامی لوگوں سے پیسے بٹورنااورمیڈیا کانفرنس کےنام پربرطانیہ میں انسانی سمگلنگ کرنے کامکروہ دھندا صحافت کےنام پرکیاجارہاہے۔ظاہرہے جب یہ رازبرطانوی حکام پرکھلےگاتواس سے ملک وقوم کی مزیدبدنامی ہوگی اورآنے والے وقتوں میں اگرکوئی حقیقی معنوں میں میڈیا کانفرنس کرنے کی کوشش کرے گاتواس کوبھی شک کی

نگاہ سے دیکھا جائے گا۔زندہ قومیں محترم Dhr.Maurits کی طرح اپنے ملک وقوم کے نام کے لیے بلا معاوضہ خدمت خلق کرتیں وَوَوَوَ ہیں۔مگر جہاں کے حکمرانوں کے عمل میں قومیت پرستی نظر نہ آئے وہاں کسی کھلاڑی، نام نہاد صحافی، ملاں یا نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیموں کے کرتا دھرتا سے کیا توقع کی جاسکتی ہے؟ جس مشین کی ڈائی خراب ہوگی اُس کی ساری پروڈکشن بھی خراب ہوگی۔بس! میں تو یہ سوچتا رہتا ہوں کہ ایک یہ لوگ ہیں اور ایک ہم ہیں۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohalloun@gmail.com

24-07-2016